OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0114, PP: 364-375

مغرب میں بچوں کو جنسی تعلیم دینے کی وجوہات، اسباب و نتائج

Reasons, causes and consequences of giving sex education to children in the West

Published: 31-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Muhammad Rizwan Yaseen
Ph.D Scholar, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: wiryn.mry@gmail.com

Ahmed Abdul Rehman
Lecturer ,Islamic Thought, History and Culture, AIOU Islamabad
Email: abdurrehmanhq@gmail.com

Ussama Ahemd
Ph.D Scholar, Faculty of Shariah and Law, IIUI
Email: szusama99@gmail.com

Abstract

This article is enough to open the eyes that how the West's environment has become so disturbing. Their own statistics indicate that they were so concerned about the sexual transmitted diseases (STDs) and the pregnancy of young girls that they had no other way but to teach sex education in their schools and colleges as part of the curriculum. Since the West believe in the separation of the Church and the State, therefore the Western society has separated the religion from the matters of their daily life. As a result, like other problems, sexual intolerant behavior also increased, but they were able to reduce sexual transmitted deseases to some extent through the sex education. In this context, it was necessary to examine and understand the Western point of view about this education programme for their children. In this article, we will summarize the various long-standing articles on sex education in the west and through this we will elaborate the researches of these articles and causes or motives, consequences and the reasons for the inclusion of this education in the children's curriculum in the west.

Keyword: *STDs, Pregnancy, Sex education, Consequences, Researches, Articles*

تعارف:

حکومت سندھ نے زندگی کی مہارتوں پر مبنی تعلیم (LSBE) [1] کے تحت جنسی تعلیم کے نصاب کو صوبہ سندھ کے مختلف اسکولوں میں شامل نصاب کیا ہے۔ برطانیہ اور امریکہ سے امداد لینے والی این جی اوز یہ نصاب تیار کر رہی ہیں اور حکومت سندھ کے ساتھ مل کر اسکولز میں اس کا نفاذ بھی ہو رہا ہے، جس کا اقرار وہ خود کر رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک اسلامی ملک کے تعلیمی نصاب بنانے اور اس میں جنسی تعلیم کے مواد کو شامل کرنے کی ذمہ داری غیر ملکی فنڈز سے چلنے والی غیر ملکی این جی اوز کو ہی کیوں دی جا رہی ہے؟ یہ کام تو ان لوگوں کے سپرد کیا جانا چاہیے جو کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اسلام کی تعلیمات کا علم رکھنے والے ہوں۔ اپنے ملک میں ایسے اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان محققین کی کمی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں یہ کام غیر ملکی این جی اوز کے سپرد کرنا جن کے بارے میں سابق وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان صاحب نے بڑے سنگین ملک دشمنی کے الزامات لگائے ہوں اور یہ تاثر ویسے بھی عام ہے کہ ہمارے ہاں ملک و قوم کو تباہ کرنے کے لیے غیر ملکی ایجنڈے کے ذریعے مداخلت کی جاتی ہے، ایسے عام تاثر کے ماحول میں ان غیر ملکی این جی اوز سے تعلیمی نصاب بنانے کے حوالے سے کام لینا کہاں کی دانشمندی ہے۔

اس تناظر میں ضرورت محسوس ہوئی کہ جنسی تعلیم کے حوالے سے سب سے پہلے مغربی نقطہ نظر کو سمجھا جائے۔ اس لیے یہ دیکھنا ضروری تھا کہ وہ خود اسے کس انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اپنے اس آرٹیکل میں ہم مغرب میں جنسی تعلیم پر لکھے گئے مختلف طویل آرٹیکلز کا ملخص بیان کرکے ان میں کی گئی تحقیقات اور مغرب میں اس تعلیم کو بچوں کے تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کی وجوہات، اسباب اور نتائج کا ذکر کریں گے۔

جنسی تعلیم اور جنسی تعلقات کی آگاہی میں اساتذہ اور والدین کا کردار

رونی اے (Ronny A) اور دیگر مصنفین اپنے اس آرٹیکل میں جنسی تعلیم اور جنسی تعلقات کی آگاہی کے بارے میں اساتذہ اور والدین کے کردار کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

جنسی تعلقات نوجوانوں کے لیے صحت مند ترقی کا ایک لازمی جزو ہیں۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) اور آبادی اور ترقی سے متعلق 1994ء کی بین الاقوامی کانفرنس (ICPD) [2] کی رپورٹ میں صحت مند جنسی ترقی کو مجموعی اور جسمانی بہبود کے لیے اہم قرار دیا گیا ہے۔ 2001ء میں مشہور امریکی سرجن جنرل ڈیوڈ سیچر (David Satcher) کے مطابق جنسی تعلقات انسانی زندگی کا اہم حصہ ہیں اور جنسی صحت کا انسان کی جسمانی اور ذہنی صحت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ جنسی صحت کی وسیع پیمانے پر تسلیم شدہ اہمیت کے باوجود یہ ایک متنازع مسئلہ رہی ہے۔ جنسی صحت کی تعلیم دینے کے بارے میں سب سے بڑا اختلاف یہ ہے کہ اس کو دینے کے لیے کون سی جگہ اور مواد بہتر ہے اور اساتذہ اور والدین میں سے کون اسے بہتر طریقے سے سمجھا سکتا ہے؟ اس موضوع پر تحقیق اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ تمام طبقات کے والدین اپنے بچوں سے جنسی معاملات کے بارے میں بات کرنا مناسب محسوس نہیں کرتے۔ پھر بھی آزاد خیال (Liberal) اور قدامت پسند (Conservative) لوگوں کے مطابق جنسی تعلیم کی فراہمی کے مناسب انداز میں بڑے پیمانے پر فرق پایا جاتا ہے۔ اس میں ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ جنسی تعلیم اور جنسی معاشرتی تعلقات کے اس فرق کو واضح کرنے سے اس تناظر کے کچھ پہلوؤں کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ صحت مند جنسیت کو فروغ دینا صرف والدین اور اساتذہ کا فرض نہیں ہے بلکہ ہم اسکول اور گھر کے

درمیان تعاون کی تائید کرتے ہیں کہ وہ نوجوانوں کو بہترین ذرائع مہیا کریں جن کی انہیں جنسی طور پر ایک صحت مند فرد بننے کے لیے ضرورت ہے۔

جنسی خواندگی اور جنسی صحت کے حوالے سے والدین اور اساتذہ دونوں کا کردار اہم ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ والدین کو اپنے بچوں کو معاشرتی، ثقافتی، مذہبی اور جنسی تعلقات کے حوالے سے تعلیم دینے میں بنیادی کردار ادا کرنا چاہیے جبکہ صحت اور تعلیم سے متعلقہ پیشہ ور افراد (Health Professionals) کو جنسی تعلقات اور معاشرتی صلاحیتوں کی نشوونما کے بارے میں نوجوانوں کو بہترین معلومات فراہم کرنے میں ایک بہترین کردار ادا کرنا چاہیے۔ ان کو جنسی سماج کاری (Sexual Socialization) میں والدین کے اہم کردار کو تسلیم کرنا چاہیے اور اس کی حمایت کرنی چاہیے اور بدلے میں والدین کو چاہیے کہ وہ جنسی تعلیم کی فراہمی میں اسکولوں کی مدد کریں۔[3]

زندگی کی مہارتوں پر مبنی تعلیم کے تحت دی جانے والی جنسی تعلیم کے لیے کون سی جگہ بہتر ہوگی، گھر یا اسکول؟ اساتذہ اور والدین میں سے کون بچوں کو صحیح طور پر سمجھا سکتا ہے؟ اسی طرح اس تعلیم کے لیے مواد کیا ہوگا؟ کس طرح کا مواد اس تعلیم کے حوالے سے بچوں کو پڑھایا جائے گا؟ یہ اختلاف صرف ہمارے ہاں ہی نہیں بلکہ مغرب میں بھی اس پر بحث پائی جاتی ہے ۔اسلام نے ان سوالات کا حل بہترین انداز میں تجویز کیا ہے۔آخری دو سوالوں کے جواب کے لئے فقہ کی کتب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، ہماری فقہ کی کتب میں درجہ بندی کے لحاظ سے اس کی تعلیم موجود ہے۔

جہاں تک پہلے دو سوالوں کا تعلق ہے توقرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام بنیادی طور پر والدین پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بہترین پرورش اور اچھی تربیت کریں۔ انہیں دینی و دنیاوی علوم سے آراستہ کریں ، اس طرح وہ نہ صرف ایک اچھے مسلمان اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل بن سکیں گے بلکہ ملک و قوم کی رہنمائی میں اپنا متحرک کردار ادا کر سکیں گے۔ بچے ذہنی اور جسمانی طور پر نازک ،حساس اور ناپختہ ہوتے ہیں زندگی کے اس ابتدائی دور میں اگر والدین اور معاشرے کی طرف سے ان کی اچھی تعلیم وتربیت کے مواقع دیئے جائیں گے تو وہ معاشرے کا ایک اچھا فرد بن کر مثبت کردار ادا کریں گے اور دوسری صورت میں وہ معاشرے کی خرابی میں مزید اضافے کا باعث بنیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد مبارکہ ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ[4]

اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ[5]

اور جب تمھارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی اجازت لیکر آنا چاہئے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لیکر آتے ہیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا:

مُرُوا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عَشْر، وفرقوا بينهم في

المضاجع۔[6]

تم اپنی اولادوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب ان کی عمر سات سال ہو جائے اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو تو تم نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور دس سال کی عمر کے بعد تم ان کے بستر جدا کر دو۔

اکیسویں صدی میں نوجوانوں کی مدد کے لئے اسکولوں میں جنسی تعلیم ناکافی ہے

یہ آرٹیکل 5 جون 2006، پراگ (Prague) میں منعقدہ یورپی فیڈریشن آف جنسیات کی 8 ویں کانگریس میں جنسی اور تعلقات تھراپی کی افتتاحی بحث کا خلاصہ ہے، اس میں اکیسویں صدی میں نوجوانوں کی مدد کیلئے اسکولوں میں جنسی تعلیم دینے کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ الائین گیامی (Alain Giami) اور دیگر مصنفین اپنے اس آرٹیکل میں بیان کرتے ہیں:

معصومیت اور لاعلمی کے تصورات نوجوانوں کے دہرے معیار کا سبب ہیں۔ ایک بچہ جاہل ہے اگر وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے بڑے اسے کیا پڑھانا چاہتے ہیں لیکن وہ معصوم ہے اگر وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے بڑے اسے کیا پڑھانا نہیں چاہتے۔ اسکولوں کے نصاب میں جنسی مضمون کو ایک تعلیمی مضمون کے طور پر شامل کرنا ایک حالیہ رجحان ہے، لیکن آج کچھ ممالک میں یہ باقاعدہ طور پر طے شدہ ہے اور اسے بین الاقوامی معمول کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ اسکولوں میں جنسی تعلیم کا تعارف شاید پچھلے 40 سالوں میں ایک بنیادی نفسیاتی تبدیلی کی عکاسی ہے۔ خواتین کی تحریک، دی پل (The Pill) اور بڑے پیمانے پر مواصلات اور انٹرنیٹ نے مختلف جنسی اقدار اور اس کی حدود کو پیدا کرنے کے لئے مل کر کام کیا ہے۔

نوجوانوں کی ضروریات:

سب سے پہلے غور کیا جائے کہ نوجوانوں کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ بظاہر، ان پر جنسی طور پر متحرک ہونے اور جستجو کرنے کا بہت دباؤ ہے۔ زیادہ جنسی تعلقات، کم عمری میں جنسی تعلقات، ساتھیوں کا دباؤ اور بگاڑ پیدا کرنے والے میڈیا نے نوجوانوں کو جنسی استحکام کا احساس دلانا اور ان کا مقابلہ کرنا مشکل کر دیا ہے۔ ویلنگز اور دیگر (Wellings et al.) نے محسوس کیا کہ جیسے جیسے نوجوان بلوغت تک پہنچتے ہیں، وہ نئے حیاتیاتی، نفسیاتی اور معاشرتی کرداروں کو اپناتے ہیں، بلکہ وہ معلومات، علم اور مدد کی کمی کے ساتھ ایسا کر رہے ہوتے ہیں۔ مثبت جنسی تعلقات کا مطلب یہ ہے کہ نوجوانوں کو ان کے جنسی احساسات اور رد عمل کے بارے میں الزامات لگانے یا شرمندہ کرنے سے گریز کریں۔

ایک مناسب ماحول؟

دوسرا غور طلب پہلو یہ ہے کہ کیا نوجوانوں کو جنسی تعلقات کے بارے میں تعلیم دینے کے لئے اسکول مناسب ماحول ہیں؟

مبینہ طور پر اسکولوں میں جنسی تعلیم ایک معاشرتی ضرورت کے لئے ایک عملی رد عمل ہے، جو کسی بھی دوسرے معاشرتی علاقے یا ادارے میں پوری نہیں ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ اسکولوں میں اس کا بہترین امتزاج کیا جائے۔ دنیا بھر میں بہت سارے اسکول اب بھی جنسی تعلیم نہیں دیتے ہیں۔ کچھ ممالک کی جنسی تعلیم کے لئے کوئی قانونی تقاضا نہیں ہے وہ صرف بلوغت کی عمر سے زیادہ عمر کے طلباء کو جنسی تعلیم مہیا کرتے ہیں۔

کوایجو کیشن:

گوفمین (Goffman) اسکول کو ایک مکمل ادارہ مانتے تھے، جس میں مختلف جنسوں، نسلوں اور معاشرتی حیثیت کے لوگوں کے مابین تعلقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگرچہ باہمی تعلیم لڑکے اور لڑکیوں کو معاشرتی مقام میں ایک ساتھ رہنا سکھاتی ہے، لیکن اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ صنفی دقیانوسیوں کی تشکیل خود اسکول کی تعلیم کے ڈھانچے اور طریقوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا، تعلیمی پالیسیاں جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اسکولوں میں مائیکرو سوشل سسٹم کی حیثیت سے سوشل تعلقات کو کس طرح منظّم کیا جاتا ہے، ان کی ترقی ضروری ہے۔

مذہبی تعصب:

مذہبی تعصب کا سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ کیا ریاستی نظام تعلیم میں اسکول کسی بھی طرح کے اثر و رسوخ سے پاک، عام تعلیم کے معیار کو برقرار رکھنے کی ذمہ دار ہوتے ہیں؟ ڈاکٹر ایم فیورسٹ (Dr. M. Fu¨rst) کو لکھے گئے خط میں، فرائیڈ (Freud) نے افسوس کا اظہار کیا کہ فرانسیسی پرائمری اسکولوں میں غیر مذہبی کلاسوں میں جنسی تعلیم کی کوئی تعلیم فراہم نہیں کی جاتی۔ دوسرے لفظوں میں، فرائیڈ نے مذہبی دائرہ سے باہر جنسی معاملات کی تلاش کے لئے ایک آزاد ماحول تیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ آج یورپ میں، مذہبی جنونیت کے دوبارہ جنم لینے کی وجہ سے ایسی جگہ بنانا اور بھی ضروری ہوگیا ہے جہاں جنسی صحت پر مذہب کے منفی اثر و رسوخ سے بالاتر، بچوں اور نوعمروں کو ایک آزاد اور بے حجابانہ انداز میں جنسی معاملات کی تعلیم دی جاسکے۔ ابھی بھی زیادہ تر یورپی ممالک کے سرکاری اسکولوں میں، کسی نہ کسی طرح کی مذہبی تربیت کا ایک جائز مقام ہے۔ ایک استثناء فرانس ہے، جہاں 1905ء سے چرچ اور ریاست الگ الگ ہیں۔ تقریباً 60 سال بعد، عالمی ادارہ صحت (WHO) [7] نے جنسی صحت کے بارے میں اپنے کام کرنے والوں کی سفارشات کی بنیاد پر، جنسی تعلقات اور جنسی تعلیم کی راہ میں بہت سے ملکوں میں جنسی امتیازات اور خرافات کو رکاوٹ قرار دیا۔

جنسی تعلیم کا مواد:

دوسرا غور طلب پہلو نصاب میں موجود جنسی تعلیم سے متعلقہ مواد ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اسکولوں میں جنسی تعلیم پر صرف کیا جانے والا وقت مذہبی اور ثقافتی پہلوؤں کے بارے میں موضوعات کا احاطہ نہیں کرتا اور آزادانہ گفتگو سے متعلق اسکولوں میں پابندیاں پائی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ نیدرلینڈ میں بھی یہ بات سچ ثابت ہوئی ہے جہاں حمل کی شرح بہت کم ہے۔ آج اسکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم زیادہ تر جنس سے متعلق تکنیکی پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ جیسا کہ تولیدی عمل سے متعلق مراحل اور جنسی سرگرمی میں صنفی امور یا خطرات شامل ہیں۔

نتیجہ:

سرکاری اسکولوں کو چاہیے کہ نوجوانوں کو تنقیدی تجزیے کی تعلیم دیں جو انہیں اپنے آس پاس کی دنیا کو سمجھنے، جمہوریت اور انسانی حقوق کی ترقی میں اخلاقی اصولوں کو مسلط کرنے کی بجائے اپنے فیصلے خود کرنے کے قابل بنا سکے۔ اسکولوں کو چاہیے کہ وہ جنسی تعلقات کے بارے میں ایک حقیقت پسندانہ اور مثبت رویہ اپنائیں جو جنسی تعلقات اور اس سے متعلقہ جذبات کے بارے میں نوجوانوں کی صلاحیت کو بڑھائے۔ ان کو ایک دوسرے کی ترجیحات اور حدود کو سمجھنے کے قابل بنائے اور جنسی تجربات کو

دونوں فریقین کے لیے خوشگوار بنا سکے۔[8]

اس آرٹیکل میں نابالغ بچوں کو بھی جنسی تعلیم دینے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ان کے لحاظ سے مخلوط نظام تعلیم جدید معاشرے کے لیے بہت بہترین ہے۔ یہ لڑکے اور لڑکیوں کو ایک ساتھ رہنا سکھاتی ہے اور وہ مذہب کی رکاوٹوں کو توڑ کر بے حجابی کے طریقے سے اس تعلیم کو دینے کے حامی ہیں۔ شرم وحیا کو ایک طرف رکھ کر مذہبی پابندیوں کو دور پھینکتے ہوئے بے حجابانہ طریقے سے تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ وہ چرچ اور ریاست کے الگ الگ ہونے کو اچھا سمجھتے ہیں جو کہ اسلامی نقطہ نظر سے بالکل متضاد ہے۔

جنسیت کی تعلیم: ثبوت اور عمل میں ابھرتے ہوئے رجحانات

نکول ہبر لینڈ (Nicole Haberland) اور دیگر مصنفین اپنے اس آرٹیکل میں جنسیت کی تعلیم پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

آبادی اور بہبود پہ کی جانے والی بین الاقوامی کانفرنس (ICPD)[9] اور اس سے متعلقہ قراردادوں نے حکومتوں سے تقاضا کیا ہے کہ وہ نوجوانوں کو ایک جامع جنسی تعلیم مہیا کریں۔ ان دستاویزات اور تجربوں کی روشنی میں یہ مضمون ملکی سطح پر جنسی تعلیم کے مختلف عوامل، اس کے مؤثر پن اور خوبیوں کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ صنف کے معاملے کو اجاگر کرتا ہے اور شواہد پر مبنی عقلی دلائل پیش کرتا ہے۔

عالمی سطح پر جامع جنسی تعلیم (CSE)[10] کو قبولیت حاصل ہو چکی ہے کہ جامع جنسی تعلیم (CSE) بہت مؤثر ہے جب یہ صنفی معاملات کو اجاگر کرتی ہے۔ جامع جنسی تعلیم نوجوانوں کو اپنی صحت کی حفاظت کے لیے بااختیار بنانے کا وعدہ کرتی ہے۔ نوجوانوں کی جنسی اور تولیدی صحت کے تحفظ کے لیے عالمی برادری نے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ 1994ء میں ہونے والی ICPD کے منصوبے حکومتوں سے واضح طور پر جنسی تعلیم کی فراہمی کا مطالبہ کرتے ہیں جس کی نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بہت اہمیت ہے۔ ان معاہدوں کا بنیادی مقصد صنفی/ جنسی عدم مساوات کو ختم کرنا ہے۔ صنفی مساوات اور ذمہ دارانہ سلوک کو بڑھانا ہے۔ جنسی استحصال، غیر اخلاقی تشدد سمیت جنسی بیماریوں سے نوجوانوں کو بچانا ہے۔

جنسیت کی تعلیم کی تعریف:

حالیہ برسوں میں اقوام متحدہ کے بہبودی فنڈ اور اس کے عملی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم جیسے بین الاقوامی ادارے اور متعدد محققین جامع جنسی تعلیم (CSE) کے فروغ کے لیے مختلف پروگراموں کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور عملی رہنمائی کے لیے ہدایات دیتے ہیں۔

دیگر بین الاقوامی ایجنسیاں جیسا کہ UNESCO[11] اور IPPF[12] بھی انسانی حقوق کو تسلیم کرنے اور فروغ دینے کے لیے CSE کے نقطۂ نظر کی حمایت کرتی ہیں۔ ITGSE[13] کے والیم نمبر 1 جس کو UNFPA, UNICEF, UNESCO[14] [15] اور WHO کی حمایت حاصل ہے، میں بیان کیا گیا ہے جو کہ مؤثر پروگراموں کے ذریعے صنف کی نصاب میں خصوصیت کی نشاندہی کرتی ہے، اس کے مطابق جنس سے متعلق خطرناک رویے پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم نصاب کا تنقیدی جائزہ لیں

اور جنسی عدم مساوات اور دقیانوسی خیالات پر قابو پائیں۔

تحقیقی ایجنڈا (Research Agenda) کا تعین:

ہمارے تجزیات نے شواہد میں موجود بہت سی خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایجنڈا درج ذیل عوامل کے بارے میں بہت مفید ثابت ہوگا۔

۱۔ ایسے مطالعات میں خرچ کریں جو جنسی تعلیم کے پروگرام کا جائزہ لیں۔

۲۔ جنسی تعلیم سے متعلق پروگرام کی افادیت کا سختی سے جائزہ لینا کہ وہ کس حد تک مطلوبہ نتائج کے حصول کے لیے مؤثر ہیں۔

۳۔ جنسی تعلقات، اسکول کا ماحول اور دیگر متغیرات میں ایسے عوامل شامل کریں جو وسیع طور پر جنسی خطرات کو متاثر کرنے والے عوامل کی عکاسی کرتے ہیں۔

۴۔ مؤثر پروگراموں کی بنیادی خوبیوں کی نشاندہی کریں جو نوجوانوں کے جنسی سلوک کو متاثر کرتی ہیں۔

۵۔ ایسی تحقیقات کا انعقاد کریں جو کہ کم عمری میں بچوں کو دی جانے والی جنسی تعلیم کے مضمرات اور نتائج کا جائزہ لیں۔

۶۔ پروگراموں کی ترقی اور تحقیقات کے نتائج کی تشریح کے لیے دستاویزی عمل کا انعقاد کرتے ہوئے ثبوت کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔

اپنی جنسی تولیدی صحت اور حقوق (SRHR)[16] کو سمجھنے کے لئے، نوجوانوں کو CSE میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم، حکومتوں اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کو اس علاقے میں وسائل اور کوششوں کی سرمایہ کاری کے لئے مزید کوششوں اور اقدامات کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، بلوغت، صنف، اور انصاف پسندی / حقوق کے بارے میں مربوط بنیادی تعلیم کے لئے ترقی اور ان پر عمل کرنے اور اس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔[17]

اس آرٹیکل میں انہوں نے جامع جنسی تعلیم (CSE) کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ نوجوانوں کی جنسی اور تولیدی صحت کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ اس میں انہوں نے جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں (STIs)[18] اور ناپسندیدہ حمل (unintended pregnancy) کو کم کرنے کی بات کی ہے۔ جو کہ اچھی بات ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہم اس پر کیسے قابو پا سکتے ہیں۔

پرائمری اسکول میں جنسی تعلیم کے پروگرام: سڈنی، آسٹریلیا میں چار پرائمری اسکولوں میں اساتذہ کے خیالات اور تجربات

جان ملٹن (Jan Milton) نے پرائمری اسکول میں جنسی تعلیم کے پروگرام کے حوالے سے آسٹریلیا کے چار پرائمری اسکولوں میں اساتذہ کے خیالات اور تجربات کی روشنی میں تحقیق کی ہے، جسے وہ اپنے اس آرٹیکل میں اس انداز سے بیان کرتا ہے۔

یہ مختصر مطالعہ پانچویں اور چھٹی جماعت کے طلباء کو دی جانیوالی جنسی تعلیم کی تحقیقات کرتا ہے جو کہ آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے چار پرائمری سکولوں میں دی جاتی ہے۔ یہ مضمون ان جنسی مسائل کا تذکرہ کرتا ہے جو کہ اساتذہ کو جنسی تعلیم دینے کے

دوران پیش آتے ہیں۔

جنسی تعلیم دیتے ہوئے اساتذہ ،والدین اور اساتذہ کے درمیان شراکت کی حوصلہ افزائی کے لئے جو طریقے اختیار کرتے ہیں ان کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔اس تحقیق میں اساتذہ کے یہ خدشات بھی شامل ہیں کہ والدین اس پروگرام کے بارے میں کیارائے رکھتے ہیں اور وہ اپنی جماعت میں موجود بچوں کی پختگی اور علم کے مختلف درجات سے کیسے نمٹیں۔اس مضمون میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اساتذہ کو والدین کے ساتھ اپنا تعلق بڑھانے کی ضرورت ہے اور بہت سارے اساتذہ کو تربیت کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ بچہ اپنے والدین سے متعلق جنسی معاملات کو آسانی سے حل کرسکے۔

آج کے معاشرے میں بچوں کو جنسی تعلقات کے بارے میں بہت سارے ذرائع سے پیغامات موصول ہوتے ہیں،ان میں ان کے والدین اور خاندان کے دوسرے افراد، ان کے ہم عمر افراد، میڈیا کے تمام ذرائع اور اساتذہ شامل ہیں۔یہ وسیع پیانے پر تسلیم کیا گیا ہے کہ اساتذہ اس عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں، جنہیں جنسی صحت سے متعلق قابل اعتماد اور قابل اعتماد ذرائع کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور نوجوان لوگوں کی ترجیحی ذرائع کی فہرست میں اعلی مقام رکھتے ہیں۔

اسکول میں دی جانے والی تعلیم کے متعلق والدین کا درجہ کافی مثبت رہا ہے۔اگرچہ کچھ والدین اسکول کی مدد کے بغیر ہی اپنے بچوں کو جنسی تعلیم دینا چاہتے ہیں، آسٹریلیا میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق والدین کی اکثریت پرائمری اسکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم کی بہت تعریف کرتی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر پہلی مرتبہ جنسی تعلقات قائم کرنے کی عمر کے اعداد وشمار نوعمری کا حمل اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریاں یا اثرات ایک ملک سے دوسرے ملک میں مختلف ہو سکتے ہیں۔برن اور ہوبرمین (Berne and Huberman)کے مطابق نیوزی لینڈ، سویڈن، فرانس اور جرمنی جیسے ممالک میں جنسی تعلیم کے متعلق کافی لچکدار رویہ پایا جاتا ہے، اور وہاں پر تولیدی صحت سے متعلق مسائل بہت کم ہیں۔ تحقیقاتی شواہد یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ناپسندیدہ/خواہش کے خلاف حمل اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریاں بہت کم ہیں اور نوجوانوں میں پہلی دفعہ جنسی تعلقات قائم کرنے کی عمر باقی ممالک کی نسبت زیادہ ہے۔اس کی وجہ ان کے اسکولوں میں جاری جنسی تعلیم کے وہ پروگرام ہیں جو بہت جامع اور لچکدار ہیں۔

آسٹریلیا سمیت بہت سے ممالک میں سیکنڈری اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جنسی تعلیم بھی بنیادی تعلیم کا ایک قابل قدر حصہ ہے۔پرائمری اسکولوں میں مثالی طور پر علم کی فراہمی اور جنسی رویوں اور صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد فراہم کی گئی ہے جو جنسی صحت کی تائید کرتے ہیں۔آسٹریلیا کے نیو ساؤتھ ویلز (NSW)[19] میں، پرائمری اسکول کی ذاتی ترقی، صحت اور جسمانی تعلیمی نصاب (PDHPE)[20] میں جنس کی تعلیم کو شامل کرنے کی اہمیت کو 1981ء میں جاری کردہ ایک پالیسی بیان کے اجراء کے ساتھ باضابطہ طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔

پرائمری اسکول کے موجودہ حکومتی نصاب (PDHPE) میں جنسی تعلیم کو ایک باقاعدہ مضمون کی حیثیت حاصل ہے۔ اسکول حساس اور اختلافی مسائل پر بات کرنے کے لئے آزاد ہیں۔اس لئے یہ وقت بہت مناسب ہے کہ پرائمری اسکولوں میں پڑھائی جانے والی جنسی تعلیم پر تحقیق کی جائے۔اگرچہ اساتذہ کے ذریعے نوجوانوں کو جنسی تعلیم دینے سے متعلق کافی تحقیقات موجود ہیں لیکن پرائمری اسکول میں زیر تعلیم بچوں کو دی جانے والی جنسی تعلیم سے متعلق تحقیقات کی تعداد بہت کم ہے۔ موجود

ہ تحقیق ایک بڑی تحقیق کا حصہ تھی، جس میں یہ دیکھا گیا کہ پانچویں اور چھٹی جماعت کے بچوں کو کس قسم کی جنسی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ کہ اساتذہ جنسی تعلیم کے دوران کن چیزوں کو شامل کرتے ہیں اور یہ کہ وہ کون سے جنسی مسائل ہیں جو کہ جنسی تعلیم دینے کے دوران پیش آتے ہیں۔[21]

جامع جنسی تعلیم کا معاملہ

اس آرٹیکل میں ناؤمی سٹارک مین (Naomi Starkman) اور دیگر مصنفین نے جامع جنسی تعلیم پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

امریکہ میں تمام نئے انسانی (HIV)[22] انفیکشنز میں سے نصف اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی تمام بیماریوں (STDs)[23] کا دو تہائی حصہ 25 سال کے کم عمر افراد میں پایا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہائی اسکول کے اختتام تک، امریکی نوجوانوں میں سے تقریباً دو تہائی جنسی طور پر فعال، اور پانچ میں سے ایک کے چار یا زیادہ جنسی ساتھی ہوتے ہیں۔ ان خطرناک اعداد و شمار کے باوجود ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تمام سرکاری اسکولوں میں سے نصف سے بھی کم حمل کو روکنے کے طریقے کے بارے میں معلومات دیتے ہیں اور زیادہ تر اسکولوں میں شادی تک پرہیز (یا "صرف پرہیز") کی تعلیم زیادہ تعداد میں دیتے ہیں۔ اس بات کا بہت کم ثبوت ہے کہ صرف پرہیزی پروگرام نوجوانوں کو شادی تک جنسی تعلقات کی سرگرمی میں تاخیر اور اس کے نتیجے میں حمل یا STD یا HIV انفیکشن سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جامع جنسی تعلیم، جس سے پرہیز کے فوائد کو فروغ دیا جاتا ہے جبکہ مانع حمل اور بیماری سے بچاؤ کے طریقوں سے یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ نوعمر حمل اور STD انفیکشن کی شرح میں کمی کا باعث بنے ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہر سال 1 ملین نوعمر حمل ہوتے ہیں۔ واضح طور پر لاکھوں نوجوان غیر جنسی رویے میں مصروف ہیں جس کی وجہ سے وہ ایڈز، دیگر STDs اور اسی طرح حمل کے خطرے میں پڑتے ہیں۔ ان خطرناک اعداد و شمار کے باوجود، سرکاری اسکولوں میں جنسی تعلیم دینے کا کوئی مینڈیٹ موجود نہیں ہے اور اس ملک کے تمام پبلک اسکولوں کے نصف سے بھی کم اسکولوں میں پیدائش پر قابو پانے کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ نوجوانی کے جنسی عمل کی حقیقت سے انکار کرنے کی ہماری روایت ہے۔ اس غیر حقیقت پسندانہ اور فرسودہ رویے نے جنسی صحت کو بہت خطرے میں ڈال دیا ہے اور ایچ آئی وی سے مؤثر روک تھام کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ امریکی فاؤنڈیشن برائے ایڈز ریسرچ (AMFAR)[24]، ایڈز سے متعلق عوامی پالیسی کی وکالت کے لئے وقف ملک کی سرکردہ منافع بخش تنظیم ایڈز ریسرچ، علاج معالجے اور ایچ آئی وی انفیکشن کی روک تھام کے لئے وقف ہے۔ اس مشن کے حصے کے طور پر، AMFAR کا ہدف یہ ہے کہ ہم نوجوانوں کی جنسی زندگیوں کی حفاظت کریں جن میں جنسی تعلق پر واضح گفتگو بشمول ذمہ دار جنسی سلوک اور بیماری سے بچنے کے مؤثر طریقوں سمیت کی حمایت کی جائے۔

صرف پرہیز کی تعلیم اور وفاقی قانون:

پچھلے 20 سال سے امریکی حکومتیں صرف شادی سے پہلے جنسی تعلقات سے پرہیز کے پروگراموں کو ہی مالی معاونت

فراہم کر رہی ہیں۔ 1981ء میں (AFLA)[25] کو ایسے پروگراموں کے لیے مالی معاونت فراہم کرنے کے لیے منظور کیا گیا تھا جو خود انتظامی کو فروغ دیتے ہیں۔ American Civil Liberties Union نے 1983ء میں AFLA کو چیلنج کر دیا کہ شادی سے پہلے پرہیز سے متعلق جاری پروگراموں نے جو کہ AFLA کی مالی معاونت سے چل رہے تھے انہوں نے چرچ اور ریاست کی علیحدگی کے بنیادی نظریہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ 1993ء میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت AFLA کی مالی معاونت سے چلنے والے پروگراموں کے لیے ضروری تھا کہ وہ مذہبی حوالوں کو شامل نہ کریں۔ طبّی طور پر درست ہوں، نوجوانوں کے لیے مانع حمل سے متعلق خود ارادیت کے اصول کا احترام کریں اور اس پروگرام کی مالی معاونت حاصل کرنے والوں کیلئے ضروری تھا کہ اسکول کے اوقات کے دوران وہ چرچ کا استعمال نہ کریں۔ 1996ء میں کانگریس نے شادی سے پہلے پرہیز کے قانون میں ایک دفعہ کے اضافے کے ساتھ اس قانون کی منظوری دی۔ اس قانون کے مطابق کوئی بھی پروگرام جو حکومت کی طرف سے مالی اعانت وصول کرنا چاہتا ہے وہ اس بات کی تعلیم دے گا کہ شادی کے بغیر جنسی سرگرمیوں میں مشغول ہونے سے بہت سے جسمانی اور نفسیاتی مسائل جنم لے سکتے ہیں۔ یہ پروگرام (b) Section 510 پانچ سال کے لیے 5 ملین ڈالر کا مطالبہ کرتا ہے۔ 2000ء میں کانگریس نے SPRANSCBAE[26] کے پروگرام کے لیے جو کہ جنسی سرگرمیوں سے پرہیز کی تعلیم دیتا تھا 2 سال کے لیے 60 ملین ڈالر کی منظوری دی۔ اگرچہ یہ فنڈ سیکشن (b)501 کا حصہ نہیں لیکن وہ صرف ایسے پروگراموں کے لیے دستیاب ہیں جو سختی کے ساتھ جنسی سرگرمیوں سے پرہیز کی تعلیم دیتے ہیں۔

حقائق واضح ہیں کہ صرف "نہ" کہنے سے کام نہیں چلے گا۔ ایسے وقت میں جب امریکی نوجوان فی گھنٹہ 2 کی شرح سے ایڈز میں مبتلا ہو رہے ہیں تو صرف پرہیز سے کہیں زیادہ مؤثر پروگراموں کی ضرورت ہے جو نوجوانوں کو ایک جامع قسم کی جنسی تعلیم مہیا کر سکیں۔ نوجوانوں کی صحت کی حفاظت اور انکو ایڈز سے بچانے کے لیے سرکاری عہدیداروں کو لازمی طور پر پرہیز اور کنڈوم کے استعمال کو فروغ دینا چاہیے جبکہ پہلے ہی بہت سے امریکی نوجوان جنسی سرگرمیوں اور ناچاہتے ہوئے حمل (Unintended Pregnancy)، جنسی بیماریوں اور ایڈز کے خطرے سے دوچار ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو ان سب خطرات سے بچانے کے لیے مؤثر اور درست تعلیم دی جائے۔[27]

نتائج :

مذکورہ بالا سطور سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب کا ماحول غیر میانہ روی کا شکار ہو چکا ہے۔ ان کے اپنے بیان کردہ اعداد و شمار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ اپنے معاشرے میں جنسی بے راہ رویوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بیماریوں اور چھوٹی بچیوں کے حاملہ ہونے پر اس قدر تشویش میں مبتلا ہوئے کہ ان کے پاس اپنے اسکولز، کالجز میں زندگی کی مہارتوں پر مبنی تعلیم (LSBE) کے تحت جنسی تعلیم دینے کے لیے مجبوراً اس تعلیم کو نصاب کا حصہ بنانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ کیونکہ وہ چرچ اور ریاست کی علیحدگی پر یقین رکھتے تھے جیسا کہ انہوں نے بیان بھی کیا ہے تو پھر اس طرح مذہب کو تو انہوں نے اس معاملے سے الگ کر دیا۔ ایسی صورت میں مذہب کے علاوہ وہ کیا چیز ہو سکتی تھی جو نوجوانوں کو اس عمل سے باز رہنے پر مجبور کرتی؟ نتیجے کے طور پر جنسی بے راہ رویوں میں اضافہ ہوا، البتہ وہ اس تعلیم کے ذریعے کسی حد تک جنسی بیماریوں میں کمی لانے میں ضرور کامیاب ہوئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] *Life Skills-Based Education.*

[2] *International Conference on Population and Development*

[3] *Ronny A. Shtarkshall, John S. Santelli, and Jennifer S. Hirsch, "Sex Education and Sexual Socialization: Roles for Educators and Parents," Perspectives on Sexual and Reproductive Health 39, no. 2 (2007): 116–19, https://doi.org/10.1363/3911607.*

[4] التحریم:٦

Al-Taḥrīm, Verse: 06

[5] النور:٥٩

Al-Nūr, Verse: 59

[6] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، حدیث: ٤٩٥، ج:١، ص:١٣٣، المکتبہ العصریہ، بیروت

Abū Dā,ūd, Sulymān bin Al-Asheath, Sunan Abī Dā,ūd, (Al-Maktabat al-'ṣriyat, Beriūt), Vol:01, p:133, Ḥadīth # 495

[7] *World Health Organization*

[8] *Alain Giami et al., "Sex Education in Schools Is Insufficient to Support Adolescents in the 21st Century," Sexual and Relationship Therapy 21, no. 4 (November 1, 2006): 485–90, https://doi.org/10.1080/14681990601019515.*

[9] *International Conference on Population and Development*

[10] *Comprehensive Sexuality Education*

[11] *The United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization*

[12] *International Planned Parenthood Federation*

[13] *The International Technical Guidance on Sexuality Education*

[14] *The United Nations Funds for Population Activities*

[15] *United Nations International Children's Emergency Fund*

[16] *Sexual and Reproductive Health and Rights*

[17] *Nicole Haberland and Deborah Rogow, "Sexuality Education: Emerging Trends in Evidence and Practice," Journal of Adolescent Health 56, no. 1 (January 2015): S15–21, https://doi.org/10.1016/j.jadohealth.2014.08.013.*

[18] *Sexually Transmitted Infections*

[19] *New South Wales*

[20] *Personal Development, Health and Physical Education*

[21] *Jan Milton, "Primary School Sex Education Programs: Views and Experiences of Teachers in Four Primary Schools in Sydney, Australia," Sex Education 3, no. 3 (November 1, 2003): 241–56, https://doi.org/10.1080/1468181032000119122.*

22 *Human Immunodeficiency Virus*

23 *Sexually Transmitted Diseases*

24 *The American Foundation of Aids Research*

25 *Adolescent Family Life Act*

26 *Special Projects of Regional and National Significance-Community-Based Abstinence Education*

27 *Naomi Starkman and Nicole Rajani, "The Case for Comprehensive Sex Education," AIDS Patient Care and STDs 16, no. 7 (July 1, 2002): 313–18, https://doi.org/10.1089/108729102320231144.*